46

کلام الٰہی کی ضرورت و اہمیت

(فرمودہ ۱۴؍ اپریل ۱۹۲۲ء)

حضور انور نے تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

آج میں نے اس خیال سے کہ حلق کی بیماری کی وجہ سے عرصہ ہو گیا ہے کہ قرآن کریم کا درس دینے کا موقع نہیں ملا۔ بطور تبرک آج کے خطبہ میں بجائے عام مضمون کے قرآن کریم کے ایک رکوع کا درس دینے کا ارادہ کیا ہے۔ کیونکہ درس چھوڑے ہوئے لمبا عرصہ گزرتا جاتا ہے۔ چونکہ جس طرح انسانوں میں زندگی ہوتی ہے۔ اسی طرح کاموں میں بھی زندگی ہوتی ہے۔ اور خیال نہ رکھنے سے وہ مٹتی چلی جاتی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اس طرح اس سلسلہ میں واسطہ اور جوڑ پیدا کر دوں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ تو ممکن ہے۔ یہ سلسلہ باقاعدہ ہو جائے۔ اس وجہ سے آج ایک رکوع کا درس بیان کرتا ہوں۔

تمام تباہیوں کی جڑ اور ان کا منبع ایک ہی بات ہے۔ اور جتنے مذہبی اختلاف پیدا ہوئے ہیں۔ اسی بات سے پیدا ہوئے ہیں کہ **وما قدروا اللہ حق قدرہ** انسان اللہ تعالیٰ کا اندازہ لگانے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ کا اندازہ بندہ کیا لگا سکتا ہے۔ وہ جب ان چیزوں کا اندازہ نہیں لگا سکتا جو اس جیسی ہیں۔ تو پھر اس ہستی کا کیا اندازہ لگا سکتا ہے جو نہ صرف اس جیسی نہیں بلکہ اسے پیدا کرنے والی ہے مگر بہت لوگ نادانی اور غلطی سے خدا تعالیٰ کو اپنے اندازوں سے ناپنے لگتے ہیں۔ اور اپنی عقل سے اس کا اندازہ کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ عقل انسانی اتنی محدود ہے کہ بہت محدود چیزوں سے تعلق رکھتی ہے۔ اور وہ چیزیں جو نظر آنے والی ہیں۔ ان کا بھی پورے طور پر اندازہ نہیں لگا سکتی۔ اپنے اسی وجود کو دیکھو۔ کیا اس کا اندازہ انسانی عقل نے لگا لیا ہے؟ کئی بیماریاں ایسی ہیں جنہیں پہلے لاعلاج سمجھا جاتا تھا مگر اب ان کا علاج نکل آیا ہے۔ کئی نئی قوتیں انسان کی ظاہر ہوتی جا رہی ہیں۔ آج سے سو سال پہلے انسان میں جو قوتیں تھیں اب ان سے زیادہ ہیں۔ اور آج سے سو سال نہیں گذریں گے کہ اس سے بھی زیادہ ہونگی۔ خوردبین نے انسانی جسم میں ایسی ایسی باریک رگیں دکھائی ہیں کہ جن کا پہلے کسی کو خیال بھی نہ تھا۔ حواس ہی لے لو۔ حواس خمسہ مشہور ہیں مگر

موجودہ علم نے چار اور حواس دریافت کئے ہیں اور اب ۹ حواس سمجھے جاتے ہیں حالانکہ حس ایسی چیز ہے کہ ہر ایک کو معلوم ہو سکتی ہے۔ مگر اس کا بھی پورا پتہ نہ لگا۔ مثلاً یہ معلوم نہ تھا کہ گرمی سردی محسوس کرنے کی بھی حس ہوتی ہے۔ اور لوگ یہ نہ جانتے تھے کہ بعض اعصاب ایسے ہوتے ہیں۔ جو گرمی کا پتہ لگاتے ہیں اور بعض سردی کا۔ یا کہ ایسے اعصاب ہیں جو بتاتے ہیں کہ فلاں عضو کہاں ہے۔ جس طرح اعصاب کے ذریعہ سفید' سرخ' نرم' سخت' اونچی' نیچی آواز معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہاتھ کہاں رکھا ہے اور پاؤں کہاں۔ مگر پہلے معلوم نہیں تھا کہ یہ بھی کوئی حس ہوتی ہے۔ اور اگر یہ ماری جائے تو پھر انسان کو معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس کا ہاتھ کہاں ہے اور پاؤں کہاں جس طرح جب ناک کی حس ماری جائے تو خوشبو اور بدبو کا پتہ نہیں لگتا۔ اسی طرح یہ حس ہے۔ جو ماری جائے۔ تو انسان بتا نہیں سکتا کہ اس کا ہاتھ کہاں اور پاؤں کہاں ہے۔ پس جب انسان نے اپنے نفس کے متعلق ہی تحقیقات نہیں کی بلکہ اسے یہ بھی معلوم نہیں کہ میں کیا ہوں تو خدا تعالیٰ کے متعلق وہ کیا اندازہ لگا سکتا ہے۔ ہمارے ہاں بچے ایک کھیل کھیلا کرتے ہیں۔ معلوم نہیں اور جگہ کھیلتے ہیں یا نہیں۔ مگر وہ بچوں کی کھیل ایسی ہے کہ یہی سوال ہے جس پر فلاسفر بھی حیران ہیں اور اس کا کوئی حل ان کے پاس نہیں ہے ایک لڑکے کو کہتے ہیں ہم میں سے کسی کو پکڑو۔ اور جب وہ پکڑتا ہے۔ اور کسی عضو پر ہاتھ رکھتا ہے تو اسے کہا جاتا ہے۔ مثلاً اگر ہاتھ کو پکڑا تو کہدیا یہ تو ہاتھ ہے میں نہیں۔ اگر کمر کو پکڑا۔ تو کہدیا یہ تو کمر ہے میں نہیں اگر گلے کو پکڑا تو کہدیا یہ تو گلا ہے میں نہیں جس طرح بچوں کی کھیل میں یہ پتہ نہیں لگتا کہ "میں" کیا ہے۔ اسی طرح فلاسفر اپنی تحقیقات میں حیران ہیں کہ میں کیا چیز ہے آج تک اسی کو دریافت نہیں کر سکے۔ پس جو "میں" کو دریافت نہیں کر سکتا۔ وہ اگر کہے کہ اپنی عقل سے خدا کو دریافت کر لوں گا۔ تو کیسا نادان ہے۔ جب اس ہستی کا احاطہ اپنی عقل سے کرے گا۔ تو ٹھوکر کھائے گا۔ لیکن عجیب بات ہے۔ کہ جب کوئی نبی آکر خدا تعالیٰ کی حقیقت بیان کرتا ہے تو لوگ کہتے ہیں ہم نہیں مانیں گے۔ آپ اپنی عقل سے اندازہ لگا لیں گے۔ گویا ان کی حالت بچوں کی سی ہوتی ہے۔ جس طرح ایک چھوٹے بچے کو جب کچھ کھلانے لگیں۔ تو بعض اوقات وہ کہہ دیتا ہے میں خود کھاؤں گا۔ اور ہاتھ منہ بھر لیتا ہے۔ اسی طرح جو لوگ خدا تعالیٰ کا اندازہ اپنی عقل سے لگاتے ہیں۔ اور انبیاء کی راہ نمائی قبول نہیں کرتے۔ وہ ہزاروں غلطیاں کرتے ہیں اور سینکڑوں ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ اور یہاں تک گر جاتے ہیں کہ ایسی قومیں ہیں جو کئی کئی خدا مانتی ہیں اور یقین رکھتی ہیں کہ خدا مگرمچھ' سئور وغیرہ جانوروں کے بھیس میں ظاہر ہوا۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر ایسے لوگ ہیں کہ جن کے خیالات علمی طور پر بھی ظاہر کرنا میں مناسب نہیں سمجھتا۔ انہوں نے خدا کو نہایت ہی مکروہ اور فحش طور پر

ظاہر کیا ہے۔ پھر ایک ایسی قوم جو دنیاوی لحاظ سے بہت بڑھی ہوئی ہے عیسائیوں کی قوم ہے۔ کیسی کیسی اعلیٰ ایجادیں اس نے کی ہیں۔ کیسے علوم نکالے ہیں اور کس قدر ترقی کی ہے۔ مگر خدا کو بھی اپنی عقل سے ناپنے پر کس قدر ٹھوکر کھائی ہے کہ ایک ایسے انسان کو جو دوسرے انسانوں کی طرح کھاتا، پیتا، بلکہ اس رنگ میں زیادہ کمزور ثابت ہوا کہ جس رتبہ کا وہ تھا اس کا کچھ لحاظ نہ کیا گیا۔ اور اسے پکڑ کر پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ مگر باوجود اس کے کہتے ہیں وہ خدا کا بیٹا ہے۔ پھر آپ تو کہتے ہیں کہ مسیح نے کہا ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسری بھی اس کی طرف کر دو۔ اور یہ بھی کہا ہے کہ تم اپنے دشمنوں پر رحم کرو۔ اور گناہ کرنے والوں کو معاف کرو۔ مگر خدا کے لئے کہتے ہیں وہ کسی پر رحم نہیں کر سکتا۔ اور کسی کے گناہ معاف نہیں کر سکتا۔ گویا وہ جو ساری خوبیوں کا منبع اور تمام صفات کا جامع ہے۔ وہ تو کسی کو معاف نہیں کر سکتا۔ مگر وہ جو کمزوریوں سے بھرا ہوا اور جس کی پیدائش میں ہی کہتے ہیں کہ آدم کے گناہ کا اثر داخل ہے وہ رحم کر سکتا ہے اور قصور معاف کر سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ **اذ قالوا ما انزل اللہ علیٰ بشر من شیءٍ** خدا کا جو صحیح اندازہ تھا وہ چونکہ ان لوگوں نے نہیں لگایا۔ اس لئے ٹھوکر کھائی ہے۔ نئے نئے دین بنا لئے ہیں۔ ان کے ٹھوکر کھانے کی مثال یہ ہے کہ انہوں نے کہا خدا نے اپنے کوئی کلام نازل نہیں کیا بندہ پر۔ مگر انہوں نے یہ نہ سمجھا۔ کہ وہ خدا جو کامل ہے۔ اور جس نے انسان کے جسم کے لئے پورے سامان کئے ہیں۔ چاند، سورج، زمین آسمان بنائے ہیں ہزاروں قسم کی نعمتیں پیدا کی ہیں کیا اس نے انسان کے روحانی فائدہ کے لئے کچھ بھی پیدا نہیں کیا۔ جسم جو فانی اور تھوڑا عرصہ رہنے والا ہے۔ اس کے لئے تو خدا تعالیٰ نے اس قدر سامان کئے۔ مگر روح جس پر فنا نہیں اس کے لئے کوئی سامان نہ کیا ہو۔ کیا یہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس جس وقت انہوں نے کہا کہ خدا بندے پر کلام نازل نہیں کرتا۔ تو انہوں نے بڑی غلطی کی اور یہ غلطی خدا کا صحیح اندازہ نہ لگانے کی وجہ سے کی۔ خدا تو ہمیشہ بندوں پر کلام نازل کرتا ہے۔

قل من انزل الکتاب الذی جاء بہ موسیٰ فرماتا ہے ان سے پوچھو وہ کتاب کس نے اتاری تھی جس کو موسیٰؑ لایا تھا۔ خدا نے اتاری تھی یا کسی بندے نے بنالی تھی۔ پھر موسیٰ بندہ تھا یا خدا جس پر ایسی کتاب اتری جو **نورا" وھدًی للناس تجعلو نہ قراطیس تبدونھا وتخفون کثیرا"** وہ نور اور ہدایت کا باعث ہے مگر تم نے اس کو ورق ورق کیا ہوا ہے۔ یعنی اسے پراگندہ کر دیا ہے۔ اس کے احکام کو بھلا بیٹھے ہو۔ اس میں سے کچھ ظاہر کرتے ہو۔ اور کچھ چھپاتے ہو۔ جو اپنے مطلب کی بات ہو۔ اسے تو ظاہر کرتے ہو اور جو تمہارے خیالات کے خلاف ہو۔ اسے چھپاتے ہو۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اللہ فرماتا ہے۔ لوگوں کا یہ کہنا کہ خدا نے کسی بندہ پر کلام نازل نہیں کیا۔ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے خدا کا اندازہ ٹھیک نہیں لگایا۔ یہ تو درست ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ کن لوگوں کے خیال کو رد کرنے کے لئے یہ دلیل بیان کی گئی ہے کہ موسیٰ پر بھی کتاب نازل ہوئی تھی اس کے متعلق بتاؤ کہ وہ کس نے نازل کی تھی۔ اگر وہ لوگ یہودی تھے۔ تو یہ نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ خدا بندہ پر کلام نازل نہیں کرتا۔ جس طرح کوئی مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ کہ خدا نے کوئی کتاب نہیں اتاری۔ ہاں غیر یہودی یہ کہہ سکتا تھا جو مانتا ہی نہیں کہ خدا کا کلام بندہ پر نازل ہوتا ہے۔ لیکن ایسے لوگوں کے لئے یہ دلیل کس طرح مفید ہو سکتی ہے۔ کہ موسیٰ پر کتاب نازل ہوئی تھی۔ جو خدا کے کلام کا نازل ہونا مانتا نہیں۔ وہ حضرت موسیٰؑ پر کتاب نازل ہونے کو کسی طرح مانے گا مثلاً ایک مجمع ہو۔ جس میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق تبلیغ کرتے ہوئے کہا جائے کہ آپ پر خدا تعالیٰ کی وحی نازل ہوئی ہے اور کوئی مسلمان کہے کہ وحی نازل نہیں ہو سکتی اور کبھی بندہ پر نازل نہیں ہوتی۔ تو اسے ہم کہہ سکتے ہیں قرآن جو نازل ہوا تھا۔ پھر وحی کیوں نازل نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر کوئی دہریہ کہے کہ وحی نازل نہیں ہو سکتی تو اس کے سامنے قرآن نہیں پیش کیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ کہدے گا کہ میں تو قرآن کو بھی خدا کی وحی نہیں مانتا۔

تو یہاں کن لوگوں نے خدا کا کلام نازل ہونے سے انکار کیا۔ یہودی تو یہ کہہ نہیں سکتے کہ خدا کسی بندہ پر کلام نازل نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ توریت کو خدا کا کلام مانتے ہیں۔ اگر یہود نے نہیں کہا کسی اور نے کہا تو وہ تو الہام کو مانتا ہی نہیں۔ پھر اس کے سامنے یہ دلیل کیا وقعت رکھتی ہے کہ موسیٰ پر کتاب نازل ہوئی تھی۔ وہ تو کہدے گا کہ موسیٰ کی کتاب موسیٰ نے آپ بنائی تھی۔ پس یہ دلیل نہیں ہو سکتی۔

اس کا جواب یاد رکھو کہ جنہوں نے اس آیت کے صرف یہ معنی کئے ہیں کہ خدا نے کبھی کسی بندہ پر کلام نازل نہیں کیا انہوں نے غلطی کھائی ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ کہتے ہیں اس زمانہ میں خدا نے کسی پر کلام نازل نہیں کیا۔ گویا وہ کہتے ہیں۔ کہ اب اس وقت دنیا میں کوئی ملہم نہیں ہے۔ جیسے مسلمان کہتے ہیں کہ رسول کریمؐ کے بعد کسی پر وحی نہیں نازل ہو سکتی۔ اور وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ یہ خیال ہمیشہ سے چلا آیا ہے کہ ہر عظیم الشان نبی کے بعد لوگوں نے کہدیا کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق قرآن کریم میں ذکر ہے۔ کہ ان کے بعد لوگوں نے کہدیا کہ اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کے بعد کہا گیا۔ اب رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بھی کہا جاتا ہے کہ خدا کا کلام کسی پر نازل نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی نبی نہیں آسکتا۔

تو اس کے یہ معنی ہیں کہ اس وقت میں کسی پر خدا کا کلام نازل نہیں ہوتا۔ نہ یہ کہ کبھی بھی نازل نہیں ہوا۔

پہلے کفار اور مشرکوں کا ذکر آرہا ہے۔ مشرک تو وحی کے قائل ہی نہیں ہوتے۔ یہودی اور منکرین وحی دونوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم کی یہ خوبی ہے کہ ایک ہی فقرہ استعمال کرتا ہے۔ جس کے معنی بہت وسیع ہوتے ہیں۔ یہاں دونوں کے جواب میں فرمایا ہے جب یہودی وحی کا انکار کرے۔ تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ اس زمانہ میں کسی پر خدا کا کلام نازل نہیں ہوتا۔ اور جب مشرک کہے تو یہی معنی ہونگے۔ کہ کبھی بھی خدا کا کلام کسی انسان پر نازل نہیں ہوا۔ یہودیوں کے متعلق تو فرماتا ہے کہ تم جو کہتے ہو کہ اس انسان پر خدا کا کلام نازل نہیں ہوا تو یہ بتاؤ موسیٰ پر کتاب کس نے نازل کی تھی۔ اس کے جواب میں یہودی یہی کہیں گے کہ خدا نے۔ اور یہ کہنے پر وہ پکڑے جاتے ہیں۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے۔ کہ موسیٰ کو کہا گیا تیرے بھائیوں میں سے تیرے جیسا نبی برپا کروں گا۔ اگر توریت خدا کا کلام ہے تو ضروری ہے کہ اس زمانہ میں نبی آئے۔ اور اگر یہ نبی نہیں تو پھر موسیٰ کی کتاب جھوٹی ہوئی۔ کہ اس میں نبی کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ اس طرح وہ لاجواب ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ کہیں کہ اب کوئی نبی نہیں آسکتا تو توریت جھوٹی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس میں لکھا ہے کہ تیرے بھائیوں سے تیرے جیسا نبی برپا کیا جائے گا۔ اور اگر کہیں کہ نبی آسکتا ہے۔ اور توریت سچی ہے تو ان کا یہ کہنا غلط ہو جائے گا کہ اب کسی پر خدا کا کلام نازل نہیں ہو سکتا۔

اب رہے وہ لوگ جن کا خیال ہے کہ خدا کبھی بندہ پر اپنا کلام نہیں نازل کرتا۔ ان کے متعلق فرمایا ایسے لوگوں کو اور رنگ میں جواب دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ **وعلمتم ما لم تعلموا انتم ولا اباء کم** اس کتاب میں وہ باتیں بیان کی گئی ہیں جو تم اور تمہارے باپ دادے بھی معلوم نہ کر سکتے تھے۔ اس میں غیب کی باتیں بیان کی گئیں۔ کیا تمہارے باپ دادے یا تم ایسی باتیں بیان کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ تم اور تمہارے باپ دادے ان باتوں کے متعلق کچھ نہیں جانتے۔ اس لئے ثابت ہے کہ یہ بندہ کا کلام نہیں بلکہ خدا کا کلام ہے۔ کیونکہ کوئی بندہ ایسی باتیں نہیں بیان کر سکتا تو فرمایا ان سے کہدے۔ صاف جواب یہ ہے کہ خدا نے موسیٰ پر کتاب نازل کی تھی۔ جس میں نور اور ہدایت تھی۔ اور ایسی باتیں تھیں۔ جو کوئی بندہ نہیں بنا سکتا۔ اور اب بھی اس نے اپنا کلام بندہ پر اتارا ہے جس کا مقابلہ کوئی انسان نہیں کر سکتا۔

قل اللہ ثم ذرھم فی خوضھم یلعبون انہیں یہ کہہ کر کہ خدا اپنا کلام بندہ پر نازل کرتا ہے چھوڑ دے کہ اپنی بے ہودہ بحثوں میں پڑے کھیلتے رہیں۔ **وھذا کتٰب انزلناہ مبارک** تم تو یہ کہتے ہو کہ خدا بندہ پر کلام نازل نہیں کرتا حالانکہ یہ ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے اتارا ہے۔

یہ اس کی پہلی صفت ہے۔ اور دوسری صفت یہ ہے کہ ساری خوبیاں اس کے اندر موجود ہیں۔ اگر یہ خدا کا کلام نہیں تو کوئی بندہ کی بنائی ہوئی ایسی کتاب پیش کرو جو اس کی طرح بے عیب ہو۔ جس میں ساری خوبیاں موجود ہوں۔ جس میں روحانی ضروریات کی ساری باتیں پائی جائیں۔

یہ تو ان منکروں کے لئے دلیل بیان فرمائی جو کہتے ہیں کہ کبھی کلام نازل نہیں ہوتا۔ اور جو کلام کا نازل ہونا تو مانتے ہیں مگر کہتے ہیں اب کسی پر کلام نازل نہیں ہوتا ان کے متعلق فرمایا

مصدق الذی بین یدیہ پہلی کتابوں سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس لئے اگر اسے چھوڑو گے۔ تو تسلیم شدہ پہلی کتابوں کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔ پہلے جتنے کلام الٰہی نازل ہو چکے اور جتنے نبی آچکے۔ وہ اس نبی کے آنے کی پیشگوئی کرتے رہے ہیں۔ اس لئے اگر اس کا انکار کرو گے۔ تو اپنے مذہب کا بھی تمہیں انکار کرنے پڑے گا۔ کیونکہ اس میں آنے والے کا ذکر موجود ہے۔ اور اس کلام کی تصدیق پائی جاتی ہے۔ **ولتنذر ام القری ومن حولھا** یہ کتاب اس لئے بھیجی گئی ہے تاکہ تو ڈرائے ام القریٰ کو یعنی اس بستی کے اردگرد رہنے والوں کو جسے ہم ساری دنیا کی ماں بنانے والے ہیں۔ چونکہ زمین گول ہے اس لئے ایک مرکز کے اردگرد میں ساری دنیا شامل ہے کہ ساری دنیا کے لئے یہ کتاب بھیجی گئی ہے۔

والذین یومنون بالاٰخرۃ یومنون بہ وھم علی صلاتھم یحافظون فرماتا ہے اچھا ہم ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں اور وہ یہ کہ آئندہ کوئی کلام نازل نہ ہوگا جو اس کے خلاف ہو اور جو اس رسول کی تصدیق نہ کرنے والا ہو۔ یعنی کوئی نبی کوئی مامور ایسا نہیں ہو سکتا۔ جو محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تصدیق نہ کرے۔ یہاں **یومنون بالاٰخرۃ** سے مراد یوم آخرت نہیں۔ بلکہ آخر میں آنے والی وحی مراد ہے۔ جیسے پہلے وحی کا ذکر ہے۔ اسی طرح یہاں بھی وحی کا ہی ذکر ہے کہ آئندہ جو وحی کا ماننے والا ہوگا۔ وہ قرآن کو ماننے والا ہوگا۔ قرآن کو مانے بغیر کسی پر وحی آہی نہیں سکتی۔ آئندہ وہی الہام اور وحی پائے گا جو اس رسول کا متبع ہوگا۔ اور ایسے ہی لوگ اس انعام سے مشرف ہونگے۔ اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرنے والے ہوں گے اور اگر اس کے معنی قیامت لیں تو یہ مطلب ہوگا کہ جو قیامت پر ایمان لائے گا۔ وہ اس کلام پر بھی ایمان لائے گا۔ کیونکہ اسے فکر ہوگی۔ کہ اپنے اعمال اچھے رکھے۔ اور اعمال کی اصلاح کے لئے قرآن پر ایمان لے آئے گا

ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا" او قال اُوحی الی ولم یوح الیہ شیءٌ ومن قال ساُنزل مثل ما انزل اللہ اور کون زیادہ ظالم ہے اس سے جو اللہ پر افترا کرے جھوٹا یا کہے کہ اس پر وحی کی گئی حالانکہ کوئی وحی نہ کی گئی ہو۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو کہے خدا کی طرح کا کلام نازل کروں گا۔

فرمایا دونوں قسم کے لوگ ظالم ہیں۔ وہ بھی ظالم ہے جو کہتا ہے خدا نے اس پر الہام نازل کیا۔ حالانکہ خدا نے نازل نہیں اور وہ بھی جو خدا کا کلام سنے اور کہے یہ معمولی بات ہے ہم بھی ایسی باتیں بنا سکتے ہیں **ولو تری اذا الظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم** اور کاش کہ تو دیکھے اس وقت کہ جب ظالم موت کی تکلیف میں ہوں گے ملائکہ ہاتھ پھیلائے ہوئے ہونگے کہ نکالو جانیں۔ فرمایا اس رسول کے دشمن ذلت کی موت مریں گےاور اسے عزت حاصل ہوگی۔ یہ اس کی سچائی کی دلیل اور علامت ہے **الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن اٰیاتہ تستکبرون** فرماتا ہے آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا۔ کیونکہ تم اللہ کے متعلق جھوٹی باتیں کہتے تھے۔ اور اس کی آیات کا ازراہ استکبار انکار کرتے تھے۔

یہ عجیب لطیفہ ہے فطرت انسانی کا کہ کلام الٰہی کا انکار کرنے والے کہا کرتے ہیں۔ بندہ سے کہاں خدا کلام کر سکتا ہے۔ یہ وہ فروتنی کی وجہ سے نہیں کہتے بلکہ ان کے دل میں تکبر ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس بات سے مستغنی سمجھتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ان کے لئے کوئی نبی آئے جو خدا کا کلام لائے۔

خدا تعالیٰ ان کی ظاہر' باطن دونوں حالتوں کی وجہ سے انہیں پکڑتا ہے کہ جب تم خود اپنے آپ کو ذلیل قرار دیکر کہتے ہو کہ خدا کہاں بندہ سے کلام کر سکتا ہے۔ اور جب ہم عزت دینا چاہتے ہیں تو تم اس کا انکار کرتے ہو آج ہم خود تمہیں ذلیل کرتے ہیں اور دوزخ میں ڈالتے ہیں۔ لیکن چونکہ تمہارے دل میں یہ ہوتا تھا کہ ہم بہت بڑے ہیں ہمیں خدا کی کیا ضرورت ہے کہ وہ ہم سے کلام کرے۔ اس لئے تمہارے دل کو بھی ذلیل کرتے اور ذلت کا عذاب دیتے ہیں پس آج تم رسوائی چکھو گے دل میں بھی اور جسم میں بھی۔ کیونکہ تم نے ظاہر طور پر اپنے آپ کو ذلیل قرار دیا اور دل میں تمہارے تکبر تھا۔ آج اسی کے مطابق تم سے سلوک کیا جائے گا۔

ولقد جئتمونا فرادٰی کما خلقناکم اول مرۃ وترکتم ماخولناکم وراء ظھورکم وما نری معکم شفعاء کم الذین زعمتم انھم فیکم شرکاء تم اسی طرح ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے۔ جس طرح تم کو اکیلا پیدا کیا گیا تھا۔ بھلا تمہاری کوئی ہستی تھی جس پر تم خدا کے مقابلہ میں تکبر کرتے تھے۔

خدا تعالیٰ نے یہ عجیب بات بیان فرمائی ہے نبیوں کے مقابلہ میں ان کے مخالفین کے پاس بڑی بات یہی ہوتی ہے کہ وہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں نہ ان کے پاس مال ہے نہ جتھہ۔ اکیلے اور غریب ہیں۔ ان کی پیروی کس طرح کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اب تم اپنی حالت دیکھو کیا وہ جتھہ

جس پر تمہیں غرور تھا ساتھ لیکر آئے۔ کیا وہ مال جس پر تمہیں گھمنڈ تھا۔ تمہارے پاس ہے۔ تمہارا جتھہ اور مال کہاں ہے۔ دنیا میں جب تم پیدا ہوئے تھے۔ تو اکیلے خالی ہاتھ پیدا ہوئے تھے۔ پھر خدا نے تمہیں سب کچھ دیا تھا جس پر تم نے تکبر کر کے خدا کے نبی کا انکار کر دیا۔ آج دیکھو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو عزت کی اس اصل جگہ میں اپنی امت کو لیکر آئے گا۔ مگر تم اکیلے اکیلے ہی آئے ہو۔ جو چیزیں بڑائی کی تمہارے پاس تھیں۔ انہیں تم پیچھے ہی چھوڑ آئے۔ ہم نے تمہیں مال و دولت عزیز رشتہ دار اس لئے دئے تھے کہ ان کے ساتھ مل کر تم خدا کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ مگر تم نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ بلکہ الٹے اور زیادہ بدیوں میں مبتلا ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حقیقی بڑائی حاصل کرنے کا موقع تمہارے ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور آج تم ذلیل و رسوا ہو گئے۔

لقد تقطّع بینکم وضلّ عنکم ما کنتم تزعمون تحقیق تمہارے تمام تعلقات کٹ گئے۔ اور تمہارے سارے دعوے باطل ہو گئے۔ اگر تم اس رسول کو مان لیتے تو ہمارے پاس عزت کے ساتھ آتے۔ لیکن تم نے اس کو نہ مانا اور عقل سے خدا کا اندازہ لگانے لگے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تم جہنم میں جا پڑے۔ جس طرح ایک چھوٹا بچہ کہے کہ میں پہاڑ پر خود چلوں گا۔ مجھے کسی کے سہارے کی ضرورت نہیں۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ غار میں گر کر ہلاک ہو جائے گا۔ اسی طرح تم نے کہا اگر تم خدا کے نبی کی انگلی پکڑ لیتے۔ اور اس کی اطاعت کرتے تو آج تمہاری یہ حالت کیوں ہوتی۔

(الفضل ۲۴ر اپریل ۱۹۲۲ء)

❀ ❀ ❀

ا۔ المومن : ۳۵